www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

روداد

حافظ صلاح الدین یوسف

بین الاقوامی امام ابو حنیفہؒ کانفرنس

۵ اکتوبر تا ۸ اکتوبر ۱۹۹۸ء

۵ تا ۸ اکتوبر ۱۹۹۸ء ہوٹل ہالیڈے اِن اسلام آباد میں ایک بین الاقوامی کانفرنس، بنام۔ امام ابو حنیفہ احوال و آثار اور خدمات...... منعقد ہوئی۔ جس میں پاکستان کے علاوہ دیگر ممالک کے اہل علم وفکر بھی شریک ہوئے۔ ہندوستان سے بھی ۴ افراد پر مشتمل اہل علم کا ایک وفد کانفرنس میں شرکت کے لیے آیا، جس میں مولانا سلمان الحسنی الندوی بھی تھے جو ندوۃ العلماء لکھنؤ میں استاذ، انجمن شباب المسلمین لکھنؤ کے روح رواں اور مولانا ابوالحسن علی ندوی کے نواسے ہیں۔ عالم عرب سے آنے والے مندوبین میں ڈاکٹر وہبہ الزحیلی (شام) تھے، جو عالم اسلام کی بڑی سر برآوردہ شخصیت، نہایت فاضل بزرگ اور متعدد علمی کتابوں کے مصنف ہیں، جن میں الفقہ الاسلامی وادلتہ اور التفسیر الوجیز جیسی فاضلانہ کتابیں شامل ہیں۔ اسی طرح اور بھی مختلف ملکوں اور علاقوں کے اہل علم وفکر تشریف لائے۔

کانفرنس کی تین زبانیں تھیں۔ (اردو، عربی اور انگریزی) ان تین زبانوں میں سے کسی بھی زبان میں تقریر یا مقالہ پیش کیا جاسکتا تھا، تینوں زبانوں میں بیک وقت ترجمے کی سہولت موجود تھی۔ یعنی عربی تقریر یا مقالے کا اردو اور انگریزی ترجمہ اور اسی طرح انگریزی تقریر کا اردو، عربی اور اردو تقریر کا عربی اور انگریزی میں ترجمے کا انتظام تھا۔ اس طرح کسی بھی زبان میں تقریر ہوتی، تمام شرکاء اس سے مستفید ہوسکتے تھے۔ یوں نمائندگی اور وسیع انتظامات کے اعتبار سے بلاشبہ یہ ایک بین الاقوامی کانفرنس تھی۔

ہالیڈے اِن ہوٹل، جو پہلے اسلام آباد ہوٹل کے نام سے معروف تھا، اپنی نفاست اور خوش ذوقی میں فائیو سٹار ہوٹلوں میں ممتاز ہے، اسی ہوٹل میں تمام مندوبین کے قیام وطعام اور اجلاسوں کے انعقاد کا انتظام تھا۔ اس کا انعقاد بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اور ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد نے بعض اور اداروں کے تعاون سے کیا تھا۔ انتظامی معاملات میں ادارہ تحقیقات اسلامی کے تمام رفقاء، ڈائریکٹر محترم جناب ظفر اسحاق انصاری صاحب سمیت، پوری سرگرمی اور نہایت خوش اسلوبی سے حصہ لے رہے

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

تھے، ان تمام حضرات نے معزز مہمانوں کی تواضع اور مہمان نوازی کا حق خوب ادا کرنے کے ساتھ ساتھ کانفرنس کے اجلاسوں کا انعقاد بھی بروقت کیا اور ان کی کاروائیوں کو بھی پوری غیر جانبداری اور نہایت سلیقے سے چلایا، جس سے کسی کو شکایت کا موقع ملا، نہ کسی مکتب فکر کے افراد کے جذبات کسی موقع پر مجروح ہوئے۔ بلکہ اگر کسی مقرر یا مقالہ نگار نے کوئی ایسی ناگوار بات کہی، جس میں حزبی تعصب کا اظہار ہوا، تو منتظمین نے فوراً اس پر گرفت کی اور پورے ادب و احترام سے ایسا طرزِ عمل اختیار کرنے سے انہیں روک دیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اختلافی مسائل بھی زیر بحث آئے، ان پر نقد و جرح کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ لیکن کسی بھی مرحلے پر کسی قسم کی بدمزگی پیدا ہوئی نہ فکر و رائے کے اختلاف میں شدت کا اظہار ہوا۔ اس طرح منتظمین نے ایک بہترین مثال قائم کر کے اس بات کا ثبوت پیش کیا کہ دل و دماغ اگر تعصبات سے پاک اور وحدت امت کا جذبہ صحیح طور پر کار فرما ہو، تو آج بھی، جب کہ فقہی اختلافات اور حزبی تعصبات نہایت شدت اختیار کر گئے ہیں، تمام مکاتب فکر کو ایک اسٹیج پر جمع کیا جا سکتا اور افہام و تفہیم کے ذریعے سے انہیں ایک دوسرے کے قریب لایا جا سکتا ہے۔

اس کانفرنس کے لیے، جو ایک فقہی مذہب کے بانی کے نام پر ہو رہی تھی، سب سے مشکل مسئلہ یہی تھا کہ اسے فقہی اختلافات کی شدت اور حزبی تعصبات کی گرما گرمی سے محفوظ رکھا جائے جس کا، عنوانِ کانفرنس کی وجہ سے، شدید خطرہ تھا۔ لیکن کانفرنس کے اربابِ انتظام کی حسن نیت، حسن سلیقہ اور حسن گفتار و کردار نے اس خطرے کو روبہ عمل نہ آنے دیا اور کانفرنس میں تصادم اور کشاکش کی بجائے رواداری و مفاہمت کی فضا قائم رہی اور اختلافات کے مقابلے میں وحدت امت کا جذبہ توانا اور برقرار رہا۔

اس فضا اور جذبے کو قائم اور توانا رکھنے میں جلسہ عام کی چار تقریروں نے بھی نہایت مؤثر کردار ادا کیا۔ کانفرنس کے پروگرام کی ترتیب یہ تھی۔ صبح نو بجے تا گیارہ بجے، مقالات کی نشست۔ پھر ۱۱:۳۰ تا ایک بجے، دوسری نشست۔ اس کے بعد نماز ظہر، طعام اور استراحت کا وقفہ۔ پھر ۴:۳۰ سے مغرب تک مقالات کی نشست۔ اور نماز مغرب کے بعد ۹ بجے تک جلسہ عام۔ جس میں مندوبین کے علاوہ عام لوگوں کو بھی شرکت کی اجازت ہوتی تھی۔ اس اجلاس عام میں اسلامی یونیورسٹی کے طلباء اور شہر کے عام لوگ بھی شریک ہوتے۔ یہ جلسہ عام دو روز منعقد ہوا، ۵ اور ۶ اکتوبر کو پہلے جلسہ عام میں، جو وفاقی وزیر برائے مذہبی امور جناب راجہ ظفر الحق کی زیر صدارت ہوا، ہندوستانی وفد کے معزز رکن مولانا سلمان حسنی ندوی کی تقریر اور راجہ ظفر الحق کا مختصر صدارتی خطاب، دونوں وحدت امت کے جذبے کے بہترین مظہر تھے۔ دونوں حضرات نے نہایت اخلاص اور دل سوزی سے امت کے تمام فقہی مذاہب اور مسالک کے مابین رواداری اور مفاہمت پر زور دیا۔ دوسرے دن جلسہ عام میں، جو مولانا عبد الستار خان

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

نیازی کی زیر صدارت ہوا، محترم سینیٹر پروفیسر ساجد میر صاحب (امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان) اور مولانا گوہر رحمٰن صاحب کا خطاب ہوا۔ یہ دونوں خطاب مفصل، نہایت مؤثر اور بڑے جان دار تھے۔ جناب پروفیسر صاحب نے امام ابو حنیفہ کے حوالے سے ان کی بابت جو دو انتہا پسند نقطہ نظر پائے جاتے ہیں، ان پر مدلل انداز سے روشنی ڈالی۔ یعنی ان کی بابت جو قلت حدیث یا حدیث کو نظر انداز کرنے کا انتساب کیا جاتا ہے، اس کی زور دار انداز سے تردید کی اور انہیں متبع حدیث ثابت کیا، اسی طرح ان کے ناقدین کو بھی لتاڑا جو امام صاحب کی بابت اس قسم کا تاثر پھیلاتے ہیں۔ اس ضمن میں انہوں نے بعض ان اصولوں کی بھی تردید کی جو حدیث کے ردو قبول میں حنفی فقہاء بالعموم استعمال کرتے ہیں اور جنہیں بنیاد بنا کر بعض احادیث کو ردیا نظر انداز کر دیا جاتا ہے اور بتلایا کہ حضرت امام کا ان اصولوں سے کوئی واسطہ نہیں اسی طرح حسن ظن ہی کے مستحق ہیں حضرت پروفیسر صاحب کا یہ خطاب بڑا مدلل اور نہایت زور دار تھا جس نے ایک طرف امام صاحب کی شخصیت پر پھیلائے ہوئے گرد و غبار کو صاف کر دیا اور دوسری طرف اہلحدیث کے مسلک اعتدال کو نمایاں کیا کہ جس میں امام صاحب سمیت تمام ائمہ وفقہاء کے ادب واحترام کو ملحوظ رکھا جاتا ہے، کسی کی توہین و تنقیص کی اس میں اجازت نہیں ہے۔ اور جس طرح امام صاحب کی شان میں غلو کرنے والے حنفی صحیح حنفی نہیں، بلکہ ان کی شان گھٹانے والے ہیں، اسی طرح اگر کوئی اہل حدیث امام صاحب کی تنقیص کرتا ہے تو اہلحدیث کی صحیح نمائندگی کرنیوالا نہیں، کیونکہ اہلحدیث کسی کی تنقیص کے قائل نہیں۔ پروفیسر صاحب کے عالمانہ خطاب کے بعد مولانا گوہر رحمٰن صاحب نے بھی خاصی تفصیل سے خطاب کیا اور یہ خطاب بھی مسک الختام کا آئینہ دار تھا۔ اس میں بھی اختلاف کے مقابلے میں رواداری اور مفاہمت پر زور دیا گیا اور فقہی اختلافات و حزبی تعصبات کی بجائے وحدت و یک جہتی کے تصور کو نہایت دردمندانہ انداز سے اجاگر کیا گیا۔ فجزاہما اللہ احسن الجزاء۔

یہ حسن اتفاق یا توارد بھی نہایت عجیب ہے کہ صبح کی پہلی مقالات کی نشست میں فقہ حنفی کی تدوین اور احناف کے حدیث کے ردو قبول کے اصول پر بعض مقالات پیش کیے گئے۔ ایک مقالے میں ثابت کیا گیا کہ حنفی فقہ کے اصل مدون امام محمد ہیں، کیونکہ انہی کی کتابیں، جن کو ظاہر الروایۃ کہا جاتا ہے، فقہ حنفی کی اصل بنیاد ہیں۔ یہ مقالہ جامعہ القطر کے استاذ نے عربی میں پیش کیا تھا۔ اس کے معاً بعد بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی۔ (اسلام آباد) کے ایک استاذ نے "امام صاحب کی مجلس تدوین فقہ" کے نام سے اردو میں مقالہ پیش کیا، جس میں اس مشہور دعوے کو دہرایا گیا کہ امام صاحب نے ۳۰، ۴۰ فقہاء کی ایک مجلس بنائی ہوئی تھی جو ہر مسئلے پر خوب غور و فکر کرتی اور پھر متفقہ طور پر ایک رائے لکھ لی جاتی۔ اس طرح لاکھ سے متجاوز مسائل متفقہ طور پر مدون ہوئے۔ راقم نے ایک سوال کے ذریعے سے ان

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

دونوں مقالوں کے تضاد کو واضح کیا کہ ایک مقالہ نگار کا دعوی ہے کہ فقہ حنفی کے اصل مدون امام محمد ہیں اور یہ بات بظاہر صحیح بھی معلوم ہوتی ہے، کیونکہ امام محمد کی کتابیں موجود ہیں جو اس دعوے کی مضبوط دلیل ہیں۔ جب کہ دوسرا دعوی یہ ہے کہ امام صاحب نے فقہاء کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ مل کر فقہ حنفی کی تدوین کی ہے۔ لیکن اس دعوی کی کوئی دلیل موجود نہیں ہے، کیونکہ امام صاحب کی نہ کوئی کتاب موجود ہے جس میں ان کے مدونہ مسائل کا تذکرہ ہو اور نہ کسی اور کتاب میں ان کے مدونہ مسائل کا حوالہ ملتا ہے۔ فاضل مقالہ نگار اس سوال کا معقول جواب دے کر اس تضاد کو رفع نہیں فرما سکے۔ البتہ اس اجلاس کے خاتمے کے بعد ایک اور صاحب نے مجھ سے کہا کہ آپ کے سوال کا مطلب تو یہ ہوا کہ امام صاحب کی اس مجلس کا کوئی وجود نہیں تھا۔ میں نے عرض کیا کہ میں تو یہ نہیں کہتا، تاہم آپ اس کی کوئی دلیل تو پیش فرمائیں۔ انہوں نے فرمایا، کیا شاگرد علم و فضل میں استاذ سے بڑھ نہیں سکتا؟ ان کا اشارہ اس طرف تھا کہ امام محمد اپنے استاذ سے علم و فضل میں فائق تھے۔ میں نے اثبات میں جواب دیا کہ یہ تو ممکن ہے، لیکن کیا امام محمد نے اپنی کتابوں میں کہیں وضاحت کی ہے کہ میری کتابوں میں استاذ محترم کے مدونہ مسائل ہیں؟ اگر یہ وضاحت نہیں ہے اور یقیناً نہیں ہے تو میرا سوال پھر بھی تشنہ جواب ہی ہے۔

کانفرنس کی اسی نشست میں بعض مقالے احناف کے نقد حدیث کے اصول و ضوابط پر پڑھے گئے۔ جن میں ایک اصول یہ بیان کیا گیا کہ غیر فقیہ صحابی کی روایت، قیاس، یا عقل کے خلاف قابل قبول نہیں۔ (۲) خبر آحاد سے قرآن کے عموم کی تخصیص جائز نہیں، مرسل روایت حجت ہے وغیرہ۔ ان اصولوں کی بابت دعویٰ کیا گیا کہ ان میں محدثین کے اصول کے مقابلے میں زیادہ احتیاط ہے، اس لیے یہ زیادہ اہم ہیں۔ یوں محدثین کے مسلمہ اصول و ضوابط کو بے حیثیت یا کم حیثیت باور کرانے کی مذموم سعی کی گئی۔ راقم نے ان مقالات پر بھی مناقشہ کیا اور کہا کہ فقہائے احناف کے اصول خود ساختہ ہیں اور شاہ ولی اللہ اور شاہ عبد العزیز دونوں نے فرمایا ہے کہ ان اصولوں کی بنیاد پر کئی حدیثوں کو رد کر دیا گیا ہے۔ راقم نے مزید عرض کیا کہ ان اصولوں میں اگر شدت احتیاط کار فرما ہے تو کیا وجہ ہے کہ مرسل روایات کو احناف قابل حجت گردانتے ہیں؟ اور ضعیف روایات کو صحیح باور کرانے کی سعی کرتے ہیں۔ اگر مذکورہ اصولوں کی بنیاد احتیاط ہے تو مرسل روایات اور ضعیف روایات کو قبول کرنا کون سی احتیاط ہے؟

علاوہ ازیں ان اصولوں نے شریعت کے بہت سے اہم احکام کو بے وقعت کر دیا ہے۔ جیسے نماز ہے جسے خشوع و خضوع سے ادا کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ خود حضور کی نماز بھی نہایت خشوع خضوع پر مبنی ہوتی تھی۔ اور آپ کا فرمان ہے "صلوا كما رأيتموني أصلي" (صحیح بخاری) "تم ایسے نماز پڑھو، جیسے تم نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا ہے" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تعدیل ارکان ضروری ہے۔ لیکن

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

فقہائے احناف نے کہا کہ رکوع کے معنی ہیں الانحناء (جھک جانا) اور سجدے کے معنی ہیں وضع الجبهة علی الارض (زمین پر پیشانی کا ٹکا دینا) اس لیے اگر کوئی شخص رکوع میں سر جھکاتے ہی، سر اٹھالے گا، اسی طرح زمین پر پیشانی رکھ کر سر اٹھالے گا، تو رکوع اور سجود کے معنی حاصل ہو جائیں گے جو قرآن کے الفاظ سے ثابت ہیں اس پر ہم خبر آحاد سے تعدیل ارکان کا اضافہ نہیں کر سکتے۔ یوں نماز جیسے نہایت اہم فریضے کی ساری اہمیت ختم کر دی گئی۔ راقم نے یہ بھی عرض کیا کہ ان اصولوں نے منکرین حدیث کو حوصلہ بخشا اور سہارا دیا ہے، جیسے اسی بنیاد پر حد رجم کا انکار کیا گیا ہے۔ اس اعتبار سے یہ خود ساختہ اصول انکار حدیث کے چور دروازے ہیں، بنابریں ہمیں ان اصولوں کی بجائے محدثین ہی کے اصولوں کو اپنانا چاہیے۔ مزید بر آں یہ اصول، جب ضرورت پڑتی ہے، تو خود احناف بھی ان کی پروا نہیں کرتے اور ان کو توڑ کر خبر آحاد اور غیر فقیہ راوی کی روایت کو بھی قبول کر لیتے ہیں۔ اس کے جواب میں مقالہ نگار نے کہا کہ ناقد نے فقہائے احناف کے اصولوں کو خود ساختہ کہا ہے، جب کہ محدثین کے اصول بھی تو انسانوں ہی کے بنائے ہوئے ہیں، وہ بھی تو منزل من اللہ نہیں ہیں۔ اس کی وضاحت میں راقم نے عرض کیا کہ یہاں خود ساختہ کا مطلب یہ ہے کہ فقہاء نے یہ اصول صرف اپنے مذہب کی حمایت اور اپنے ائمہ کے اقوال وآراء کو درست ثابت کرنے کے لیے بنائے ہیں، جب کہ محدثین نے جو اصول وضوابط وضع کیے، وہ صرف احادیث کی حفاظت وصیانت اور ان کو غلط وغیر صحیح روایات سے پاک کرنے کے لیے تھے، ان کے سامنے ان کے اپنے کوئی ذہنی تحفظات تھے نہ کوئی خاص مذہب تھا۔ اس لیے محدثین کے اصول بھی بلاشبہ آسمان سے نازل شدہ نہیں ہیں، تاہم وہ غیر جانبداری سے صرف شریعت کے تحفظ کے لیے ہیں، لہٰذا وہی حدیث کے ردو قبول کے لیے معیار اور کسوٹی ہوں گے۔ ان کے مقابلے میں بنائے گئے اصول خود ساختہ اور ناقابل قبول ہی قرار پائیں گے، (جیسے ہمارے اس دور میں بھی بعض علمی پندار رکھنے والے جدید منکرین حدیث نے حدیث کے ردو قبول کے لیے نئے اصول وضع کیے ہیں، جیسے "مبادی تدبر حدیث" میں یہ وضعی اصول بیان کیے گئے ہیں) یہ اصول محدثین کے مسلمہ اصول کے مقابلے میں خود ساختہ ہی کہلائیں گے۔ مقالہ نگاران اعتراضات کے جواب میں کوئی معقول بات نہیں کہہ سکے۔ فللہ الحمد

اسی روز شام کی نشست میں مولانا گوہر رحمان صاحب (مردان) نے "امام ابو حنیفہ کے فقہی اصول" کے عنوان سے اپنا فاضلانہ مقالہ پیش کیا، اس میں انہوں نے اس موضوع پر داد تحقیق دینے والے دیگر تمام مقالہ نگاروں کے برعکس یہ موقف پیش کیا کہ امام صاحب علیہ الرحمۃ قرآن کے بعد حدیث رسول کو سب سے زیادہ اہمیت دیتے تھے، چاہے وہ غیر فقیہ صحابی سے مروی ہو، خبر آحاد ہو،

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

قیاس کے خلاف ہو، اگر وہ صحیح اور متصل السند ہے تو وہ بہر حال حجت ہے۔ اسی طرح خبر آحاد سے قرآن کے عموم کی تخصیص بھی جائز ہے۔ انہوں نے صاف لفظوں میں کہا کہ امام صاحب کی طرف جن اصولوں کی نسبت کی جاتی ہے، وہ بعد کے فقہاء کی ایجاد ہیں، امام صاحب سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔ امام صاحب نے تو مطلقاً حدیث کی حجیت کو تسلیم کیا ہے، انہوں نے اپنے کسی قول میں وہ شرطیں نہیں لگائیں جو بعد میں حنفی فقہاء نے عائد کی ہیں۔ جیسا کہ پہلے تفصیل گزری۔

راقم کو مولانا گوہر رحمٰن صاحب کے مقالے اور خیالات سے حیرت بھی ہوئی اور خوشی بھی۔ حیرت اس بات پر ہوئی کہ یہ پہلا اتفاق تھا کہ ایک حنفی فاضل ہی ان حنفی اصولوں کی تغلیط کر رہا تھا جس کی آڑ میں صحیح حدیثوں کو رد کرنا احناف کے ہاں معمول ہے اور حنفی علماء ان اصولوں کی حمایت میں اپنا پورا زور صرف کرتے ہیں۔ اور خوشی اس بات پر ہوئی کہ اسی کانفرنس میں اسی روز صبح کی نشست میں راقم نے اپنے مناقشے میں جن باتوں کو اجاگر کیا تھا، مولانا گوہر رحمٰن نے ان سب باتوں کی تصدیق کر کے راقم کی توثیق کر دی۔ اور پھر رات کے جلسہ عام میں پروفیسر ساجد میر صاحب نے بھی راقم کی باتوں کی تائید کرتے ہوئے حنفی فقہاء کے بیان کردہ اصولوں کی تردید کی۔ یہ وہ حسن اتفاق یا حسن توارد تھا جو اس کانفرنس میں پیش آیا۔

جمعرات کو آخری دن صبح کی نشست میں راقم نے اپنا مقالہ پیش کیا۔ اس میں بھی امام صاحب اور ان کے ارشد تلامذہ امام ابو یوسف اور امام محمد کے طرز عمل سے ثابت کیا کہ وہ حدیث کو سب سے زیادہ اہمیت دیتے تھے، اس لیے فقہی جمود ہرگز حضرت الامام اور ان کے تلامذہ کا مسلک نہیں ہے بلکہ توسع اور نص کا احترام و تقدس ان کا مسلک ہے اور آج پاکستان میں بالخصوص اسی فقہی توسع اور نص کے احترام کو ملحوظ رکھنے کی ضرورت ہے۔ فقہی جمود نفاذ شریعت کی راہ میں ایک بہت بڑی رکاوٹ ہے جس نے بدنیت حکمرانوں کو حصار عافیت مہیا کر رکھا ہے اور وہ اس کی آڑ میں نفاذ شریعت کے مطالبے کو پس پشت ڈالتے چلے آرہے ہیں۔ اگر علماء چاہتے ہیں کہ پاکستان میں شریعت اسلامیہ کا نفاذ ہو تو انہیں فقہی تعصّبات سے پاک ہو کر اسی طرح قرآن و حدیث کی بالادستی کو تسلیم کرنا چاہیے جیسا کہ حضرت امام صاحب اور صاحبین نے تسلیم کیا تھا۔ (یہ مقالہ "محدث" کے اسی شمارے میں شامل ہے)

اس اعتبار سے کانفرنس کے جلسہ عام کی مذکورہ چار تقریریں اور مولانا گوہر رحمٰن کا اور راقم کا مقالہ دونوں وقت کی ضرورت اور حالات کے تقاضوں کے عین مطابق تھے۔ یعنی پاکستان میں نفاذ

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

شریعت کے لیے جس طرز عمل کی ضرورت ہے، ان تقاریر و مقالات میں اسی کی طرف توجہ مبذول کرائی گئی ہے اور اسی جذبے اور فضا کو عام کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے۔ بنا بریں مذکورہ چاروں تقریریں اور محولہ بالا دونوں مقالے اس لائق ہیں کہ انہیں یکجا کر کے شائع اور عام کیا جائے۔

آخری سیشن میں مندوبین اور شرکائے کانفرنس نے آئندہ کے لیے مختلف آراء و تجاویز پیش کیں۔ جن میں سب سے اہم تجویز یہ تھی کہ جدید مسائل پر علمی و تحقیقی سیمینار منعقد کیے جائیں، جیسا کہ چند سالوں سے ہندوستان میں نہایت نامساعد حالات کے باوجود، یہ سلسلہ جاری ہے اور متعدد موضوعات پر اہل علم و تحقیق کی مفید آراء اور علمی تحقیق یکجا ہو گئی ہے۔ یہ تجویز واقعی نہایت مفید اور وقت کی ضرورت ہے، جس کی ادارہ تحقیقات اسلامی کے ڈائریکٹر اور صدر اجلاس جناب ظفر اسحاق انصاری صاحب نے بھی تائید کی، اسی طرح مولانا حافظ عبدالرحمٰن مدنی صاحب نے بھی اسے سراہا اور اس کے ساتھ یہ تجویز بھی دی کہ اس قسم کی علمی مجالس میں مناقشے اور علمی مباحثے کے لیے معقول وقت دیا جائے، تاکہ زیر بحث موضوع کے مختلف گوشے واضح ہو سکیں۔ جب کہ اس کانفرنس میں مناقشہ و مباحثہ کے لیے زیادہ وقت نہیں دیا گیا۔ صدر اجلاس نے اس کی بھی تائید کی۔

شام کو کانفرنس کا آخری اجلاس، جلسہ عام کی صورت میں ہوا، جس میں وزیر اعظم میاں نواز شریف صاحب کی شرکت متوقع تھی، لیکن وہ تشریف نہیں لا سکے اور انہوں نے اپنی جگہ وفاقی وزیر تعلیم جناب سید غوث علی شاہ کو بھیج دیا۔ اس اجلاس میں ڈاکٹر وہبہ الزحیلی (شام) کا خطاب ہوا۔ ڈاکٹر صاحب موصوف کا کانفرنس کے پہلے روز بھی جلسہ عام میں مفصل خطاب ہوا تھا۔ ڈاکٹر صاحب نہایت بلند پایہ عالم و مصنف ہونے کے ساتھ ساتھ، فقہی تعصبات اور جدلیات سے پاک ہیں ان کی تقاریر اور مناقشات میں بھی یہی پہلو غالب رہا۔ کسی موقع پر بھی انہوں نے شافعی المسلک ہونے کے باوجود ...... امام ابو حنیفہ یا دیگر فقہائے احناف کے بارے میں کسی ذہنی تحفظ کا مظاہرہ نہیں کیا۔ بلکہ ہر موقع پر عدل و انصاف اور حق و اعتدال کا دامن تھامے رکھا اور اپنی ہر گفتگو میں اعتدال و توازن کا بہترین نمونہ پیش کیا۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

بہر حال اس آخری اجلاس میں درجہ بدرجہ تشکر و امتنان کے اظہار کے ساتھ، کانفرنس کی قرار دادیں، انگریزی میں پیش کی گئیں اور اس کے ساتھ ہی کانفرنس خیر و خوبی کے ساتھ اختتام پذیر ہوئی۔

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ